حالاتِ حاضرہ

جناب محمد اسمٰعیل قریشی
سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ

انسانی حقوق اور قانونِ توہین رسالت!

جب سے امریکہ میں نئی قدامت پرست عیسائی حکومت (Neo-Con) برسراقتدار آئی ہے صدر امریکہ جارج ڈبلیو بش نے اپنی حکومت کو ساری دنیا کے حقوق انسانی کا علم بردار اور نگران (Watch Dog) ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ سب سے پہلے ہم اس امر کا جائزہ لیں گے کہ حقوقِ انسانی کا سب سے بڑا علمبردار کون ہے؟

سال ۱۹۴۸ء میں اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی نے عالمی حقوق انسانی کا اعلان کیا جن کے چند متعلقہ آرٹیکل یہ ہیں کہ ''ہر انسان آزاد پیدا ہوا ہے، ہر شخص کو آزادی اور تحفظِ جان ومال کا حق حاصل ہو گا، ہر انسان کو بلا امتیازِ رنگ و نسل اور قوم یکساں حقوق حاصل ہوں گے۔ کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہو گا کہ وہ کسی انسان کے ساتھ ظالمانہ اور غیرانسانی سلوک کرے۔''

تاریخ کی کسی جرح سے نہ ٹوٹنے والی یہ شہادت موجود ہے کہ دنیا میں سب سے پہلے آج سے چودہ سال قبل پیغمبر اسلامؐ نے فرمانِ الٰہی کی تعمیل میں انسان کو انسان کی اور ہر طرح کی غلامی سے آزاد کر دیا۔ اسے تحفظِ جان ومال کی ضمانت عطا کی اور اس دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے اپنے الوداعی خطاب میں آزادی اور حقوقِ انسانی کا وہ ہمہ گیر چارٹر کرۂ ارض پر بسنے والے تمام انسانوں کو عطا فرمایا جس کے سامنے انگلستان کا میگنا کارٹا، فرانس کا معاہدۂ عمرانی، امریکہ کا بل آف رائٹس (Bill of Rights) اور یو این او کا موجودہ عالمی حقوقِ انسانی کا منشور سب نقشِ ناتمام نظر آتے ہیں جس کا دیگر مذاہبِ عالم کے اکابرین نے برملا اعتراف کیا ہے۔ اس تاریخی حقیقت سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ مشرق ہو یا یورپ، جب کبھی اور جہاں کہیں بھی مسلمانوں نے حکمرانی کی ہے، اسلام کے اس ہمہ گیر حقوق انسانی کے چارٹر کی مکمل پاسداری نہ صرف سٹیٹ پالیسی کے طور پر، بلکہ اسے اپنے دین وایمان کا بنیادی عقیدہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھتے ہوئے کی ہے۔

اسلام کے عالمی منشور کی بات تو بہت اونچی ہے۔ یورپ اور خاص طور پر امریکہ کے ان نام نہاد علم برداروں نے حقوقِ انسانی کو جس طرح پامال کیا ہے، اس کی مثال بھی تاریخ کے کسی دور میں چنگیز خان کی ہلاکت آفرینوں اور اسپین کی رسوائے زمانہ کلیسائی عدالتوں کی مسلمانوں اور یہودیوں کے ساتھ خون آشام کارروائیوں کے علاوہ اور کہیں نظر نہیں آتی۔ امریکہ نے گوانتاناموبے کے بے گناہ زندانیوں کو جس طرح قید وبند کی بھیانک صعوبتیں دی ہیں اور انہیں کسی عدالت کے سامنے اپنی شکایتیں تک پہنچانے کا حق بھی دینے سے انکار کردیا۔ اس طرح اس نے انسانی حقوق وانصاف کے پرخچے اُڑا دیئے ہیں۔ یہ سلسلۂ دراز یہیں تک ختم نہیں ہوا، عراق کے جیتے جاگتے شہروں کو بے لگام نیوکلیئر طاقت کے زور پر کھنڈروں کے قبرستان میں تبدیل کردیا گیا ہے۔ وہاں کے ابوغریب جیل میں بچے، بوڑھے، جوان اور دوشیزاؤں کے ساتھ جس طرح بہیمانہ، شرمناک اور لرزہ خیز جرائم کا ارتکاب کیا ہے اور ان پر خونخوار درندوں کو چھوڑ دیا جاتا رہا ہے، اس پر انسانیت ہمیشہ ماتم کناں رہے گی!!

'نیوکون' امریکہ کو اس کی پروا نہیں کہ وہ حقوقِ انسانی کی عالمی عدالت کا اشتہاری ملزم ہے۔ سب سے زیادہ ڈھٹائی کی اور حیران کن بات یہ ہے کہ حقوقِ انسان کی اس کھلی توہین کے باوجود اسی امریکہ کے جمہوریت نواز ہیومن رائٹس بیورو نے بین الاقوامی مذہبی آزادی کے نام سے سالِ گذشتہ کے آخر میں ایک رپورٹ شائع کی ہے جو سال ۲۰۰۴ء میں منظر عام پر آئی ہے۔ اس رپورٹ میں مسلمان ملکوں کی اچھی طرح خبر لی گئی ہے اور خاص طور پر پاکستان میں مذہب کی بنیاد پر حقوقِ انسانی کی خلاف ورزیوں پر انتہائی تشویش کا اظہار کیا گیا ہے۔ ان میں نمایاں طور پر قانونِ توہین رسالتؐ، حدود آرڈیننس اور خواتین کے خلاف قوانین کو ہدفِ تنقید بنایا گیا ہے۔ غالبؔ نے غالباً اسی موقع کے لئے کہا تھا: ''خامہ انگشت بدنداں ہے، اسے کیا لکھئے؟'' اس رپورٹ میں یہ نہیں بتلایا گیا کہ اقلیت اور خواتین کے وہ کون سے حقوق ہیں جو ان قوانین کی وجہ سے پامال ہو رہے ہیں۔ پاکستان کی کس اقلیت کو قانونِ توہین رسالت یا حدود آرڈیننس کے ذریعہ اس کے مذہب میں دخل اندازی کی گئی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

☆ بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ رپورٹ کے فاضل مصنّفین کو خود اپنے ملک یا برطانیہ اور یورپ کے دیگر ملکوں کے قانونِ توہین مذہب اور وہاں کی اعلیٰ ترین عدالتوں کے فیصلوں کا علم نہیں۔ امریکہ جو ایک سیکولر ریاست ہے وہاں 'بلاس فیمی لائ' (Blasphemy Law) یعنی توہین مسیح کا قانون موجود ہے۔ وہاں کی سپریم کورٹ نے واضح طور پر مشہور موکس کیس (Mockus Case) کے بارے میں یہ فیصلہ دیا ہے کہ امریکہ کے صدر مملکت، اس کی کانگریس کے ارا کین، عدلیہ اور انتظامیہ سب بائبل مقدس پر اپنے عہدوں کا حلف لیتے ہیں۔ وہاں کی ریاستوں کی آبادی اسلام یا بدھ مت کی مذہبی اقلیت کی نہیں بلکہ عیسائی مذہب کی پیرو کار ہے۔ مسیحیت کی وجہ سے ریاست کی اجتماعی قوت برقرار ہے، ان حالات میں کسی کو خدائے مسیحیت (اصل الفاظ: God of Christcan religion ie Jesuschrist) جناب مسیح کی شان میں گستاخی کی اجازت نہیں دی جاسکتی کیونکہ اس کی وجہ سے مملکت کی بنیادوں میں رخنہ اندازی ہوسکتی ہے، اس لئے بلاس فیمی لاء کسی صورت میں بنیادی حقوقِ انسانی کے ہرگز خلاف نہیں۔

☆ برطانیہ میں قانونِ توہین مسیح وہاں کا کامن لاء (Common Law) ہے جس کے لئے پہلے سزائے موت تھی اور اس جرم پر عربوں کو آگ میں زندہ جلا دیا جاتا تھا۔ لیکن چونکہ اب وہاں سزائے موت کا قانون موقوف ہے، اس لئے بلاس فیمی کے سنگین جرم کی انتہائی سزا سزائے عمر قید کردی گئی ہے۔ انگلستان میں راقم الحروف کے قیام کے دوران (۱۹۸۶ء) لندن کے ایک میگزین 'گے نیوز' کے ایڈیٹر کو توہین مسیح کے جرم میں سزا دی گئی تھی۔ ایڈیٹر نے اپنی صفائی میں یہ دلیل دی تھی کہ اس کی نیت کبھی بھی توہین مسیح کی نہیں تھی اور نہ ہوسکتی تھی بلکہ اس میگزین میں شائع شدہ نظم صرف تفریحِ طبع کے لئے لکھی گئی تھی۔ عدالت کے فیصلہ میں کہا گیا کہ بلاس فیمی میں نیت اور ارادے کو نہیں دیکھا جائے گا بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ کیا ان الفاظ سے توہین مسیح کے جرم کا اظہار ہوا ہے؟ جیوری کی رائے کہ ان الفاظ سے توہین مسیح ظاہر ہوئی ہے، اس لئے اسے یہ سزا دی گئی ہے، اس فیصلہ کے خلاف اپیل دائر کی گئی جو خارج کردی گئی۔ پھر اس کے خلاف انگلستان کی سب سے بڑی عدالت کوئینز بنچ (Quens Bench) میں یہ مقدمہ گیا جہاں بھی سال ۱۹۹۰ء میں ابتدائی عدالت کا فیصلہ برقرار رہا۔

www.KitaboSunnat.com

☆ برطانیہ میں دیگر مقدمات کے فیصلوں کے ایک اور مقدمہ میں یہ بھی فیصلہ دیا گیا ہے کہ توہین مسیح کے علاوہ کسی اور مذہب (مثلاً اسلام) کے رہنما اور پیغمبر کی گستاخی کو 'بلاس فیمی' تصور نہیں کیا جائے گا۔ امریکہ اور برطانیہ کی ریاستوں میں مسلمان اور دیگر مذاہب کے پیرو کار وہاں کے شہری ہیں لیکن بلاس فیمی کی موجودگی سے وہاں کی اقلیتوں کے حقوق کی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔ پھر کیا صرف اسلامی مملکت پاکستان جہاں کا سپریم لاء قرآن اور سنت ہے، اس کے لئے ہی یہ امر لازم قرار دیا گیا ہے کہ وہاں نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی پر کوئی سزا نہ دی جاسکے)۔ جبکہ پاکستان کے اس قانون میں نہ صرف نبی کریم کی توہین بلکہ دیگر انبیا کرام کی توہین پر بھی سنگین سزا قرار دی گئی ہے۔

راقم الحروف کے مقدمہ 'محمد اسمٰعیل قریشی بنام حکومت پاکستان' کی سماعت کے دوران تمام مکاتبِ فکر کے علما کے متفقہ بیان کے بعد بلاس فیمی لاء قرآن وسنت اور اجماعِ اُمت کے عین مطابق ہے۔ یہ فیصلہ فیڈرل شریعت کورٹ پاکستان نے سال ۱۹۹۰ء میں صادر کیا ہے۔ اس کی اپیل بھی سپریم کورٹ سے خارج کردی گئی ہے۔ اور یہ قانون اسلامی جمہوریہ پاکستان کی پارلیمنٹ نے بھی منظور کیا ہوا ہے۔ اس کے بعد امریکہ کے کسی ڈیپارٹمنٹ کو یہ اجازت کیسے دی جاسکتی ہے کہ وہ یہاں پرلا گو قانونِ توہین رسالت اور اس کے بارے ملک کی اعلیٰ ترین عدالتوں کے فیصلہ پر نکتہ چینی کرے اور انہیں ہیومن رائٹس کے خلاف قرار دے۔ جبکہ بلاس فیمی لاء خود امریکہ کے اندر نیز برطانیہ اور یورپ کے دوسرے ملکوں میں موجود ہے۔ ایسی رپورٹ کی وجہ سے یہاں کی نوے فیصد اکثریت کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ پاکستان کے عوام امریکہ کے شہریوں کے جذباتِ حریت اور احترامِ انسانیت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، لیکن ان شہریوں کو امریکہ کے مسلمانوں پر صریح ظلم کا بھی نوٹس لینا چاہئے۔ اسی طرح موجودہ برسراقتدار حکومت کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ ایسی کارروائیوں سے اپنے خلاف نفرت کو انگیز کرے۔ (اس موضوع پر محدث کے درج ذیل تحقیقی مضامین کا مطالعہ مفید ہو گا۔ ادارہ)

'قانونِ توہین رسالت پر اقلیتوں کے اعتراضات' از محمد عطاء اللہ صدیقی محدث جولائی ۱۹۹۸ء
'قانون توہین رسالت میں تبدیلی کے مضمرات اور محرکات' از محمد عطاء اللہ صدیقی محدث اگست ۲۰۰۰ء
'توہین رسالت، انسانی حقوق اور امریکی مداخلت' ایضاً روزنامہ جنگ (٦ تا ١٠/ اگست ٩٧ء) ۴/ اقساط

www.KitaboSunnat.com